Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 37, Sr.No.103, 2016 pp 163 - 172

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۷، اپریل۔جون ۲۰۱۶ء، شمارہ ۱۰۳

سواحل ھند میں عربوں کی آمد اور اثرات

ڈاکٹر نجمہ بانو☆ سعیدہ☆☆

Abstract:

Ironically at the start of seventh century, Meccans expelled Islam from their city but before the end of the century, this religion was spread to the East and West.

In Subcontinent, the golden time of Islamic era started from eleventh century to eighteenth century. In these seven hundred years Muslims rule in India. Different conquers e.g. Arabs, Afghans, Turks and Mughals conquered India. Their religion was Islam; their policies were to large extent according to the Sharia e Muhammadﷺ. They not only conquered India but also promoted their religion, language and their culture.

Twenty five companions of Prophet(ﷺ) came in subcontinent, who spread and preached Islam .Written work started in all fields of Tafseer , Hadith ,fiqh ,poetry and prose in Arabic language . Literature was transferred into Arabic and vice verses. Majority of Indians has adopted, Arabic, on of the language of these conquers, and so it became official language.

Here in this article the authors have described the Arabs' arrival and their influence in subcontinent.

ساتویں صدی عیسوی کے آغاز میں مکہ والوں نے دین اسلام کو اپنے شہر سے نکال دیا تھا۔مگر صدی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ وہ دنیا کے مشرق مغرب میں پھیل گیا اور چھا گیا۔ہندوستان کی تاریخ کا اسلامی رنگ گیارہویں صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے اور اٹھارویں صدی تک ختم ہوجاتا ہے۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، فیصل آباد
☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، فیصل آباد

اس سات سو سال کے عرصہ میں جب سے مسلمانوں کی حکومت ہندوستان میں رہی مختلف فاتحین نے اس ملک کو زیر کیا۔ جن میں عرب، افغان، ترک اور مغل شامل ہیں۔ ان سب کا مذہب اسلام تھا۔ ان کے کل نظامات شریعت محمدی پر مبنی تھے، ان فاتحین نے نہ صرف ہندوستان کو فتح کیا، بلکہ اپنا مذہب، اپنی زبان اور اپنی صنعت ملک میں پھیلا دی۔ اور ملک کے ایک بہت بڑے حصہ میں ایک ایسی زبان رائج ہوگئی جو فاتحین کی زبان سے مشتق ہوئی۔(۱)

اسلام نے ''لسان عربی مبین'' (۲) کو وہ شرف اور توانائی بخشی کہ اس کی برتری تمام مسلمانوں کے لئے ایک حقیقت بن گئی۔

عبدالمجید سالک ''مسلم ثقافت ہندوستان میں'' لکھتا ہے: (۳)

> ہندوستان پر عربوں کے فوجی حملوں سے پیشتر ہزارہا سال سے اس ملک میں عربوں کی آمد ورفت جاری تھی۔ تورات سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح سے دو ہزار سال قبل بھی جو عرب تاجر مصر کو جاتے تھے، ان کے سامان تجارت میں آب دار فولاد، تیز پات، اور مصالحے شامل تھے۔ جو ہندستاون کے سوا اور کسی ملک سے دستیاب نہ تھے۔ (حزقیل نبی کی کتاب ۱۹۔۲۸)

پیدائش (۳۷:۲۵) میں درج ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو ہی نسل بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں ہم عربوں کے اس تجارتی قافلے کو اسی راستے سے گذرتا ہوا پاتے ہیں اور یہ وہی کارواں ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر پہنچاتا ہے۔

ہندوستان اور مغربی ممالک، عرب، فلسطین اور مصر کے درمیان تجارتی تعلقات کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے اوفر، موجودہ بے پور سے سونا، چاندی، ہاتھی دانت، اور طاؤس آیا کرتے تھے۔ فینقی بھی ہندوستان سے تجارت کرتے تھے۔ فطلیموسیوں نے ہندوستانی تجارت کی حوصلہ افزائی کے لیے بحر احمر پر بندرگاہیں قائم کیں۔ سیلیوسدوں نے بھی اسی کی تقدید میں خلیج فارس میں بندرگاہیں قائم کیں۔ ساحل مالابار سے یونانی چاول، ادرک اور دارچینی درآمد کرتے تھے۔ رومی اور یونانی مصنفین ہندوستانی جغرافیہ سے واقف تھے۔ (۴)

ظہور اسلام کے بعد جو عرب جہاز رانی اور تجارت کے سلسلہ میں ہندوستان میں آئے وہ قدرتی طور پر مسلمان تھے۔ اور اپنے جدید مذہب کی تبلیغ کے شوق سے سرشار تھے۔

وہ عبادت، دیانت اور امانت کے پیکر تھے۔ انہوں نے جنوبی ہند کے اکثر مقامات پر اپنی نوآبادیاں بنالیں اور یہاں کے لوگوں کو مشرف باسلام کرنا شروع کردیا۔ سراندیب (لنکا) کے پہاڑ پر ایک نقش قدم زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ سامی قوموں کا عقیدہ ہے کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے زمین پر اتارے گئے تھے تو سب سے پہلے زمین کے جس حصے نے ان کے قدم چومے وہ یہی لنکا کی پہاڑی تھی۔ اور یہ نقش انہی کا ہے۔ چنانچہ ظہور اسلام کے بعد بے شمار درویش اور سیاح اس نقش قدم کی زیارت کے لیے

بھی سراندیپ آنے لگے اور اسلام کا پہلا مرکز سراندیپ ہی تھا۔(۵)

سراندیپ اور اس کے نواحی علاقوں کو جب پیغمبر اسلام ﷺ کا حال معلوم ہوا تو انھوں نے اپنا فہیم اور زیرک قاصد تحقیق حال کے لیے عرب بھیجا لیکن جب وہ مدینہ پہنچا تو حضور ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔ صدیق اکبرؓ بھی وفات پا چکے تھے۔اور حضرت عمر فاروقؓ کا عہد تھا۔یہ قاصد واپس آیا تو مکران میں فوت ہو گیا اور اس کا ایک ہندو نوکر سراندیپ واپس پہنچا جس نے حضور ﷺ اور حضرات شیخین کے حالات بیان کئے اور ان کے درویشانہ اُسلوب زندگی کا ذکر کر کے ان کی تواضع اور خاکساری کی تعریف کی۔

ایران کے ایک صوبے کا گورنر ہرمز اپنے جنگی جہازوں کی مدد سے بار بار سندھ کے ساحل پر حملہ آور ہوا اور یہاں سے بے شمار آدمیوں کو جو کہ جاٹ تھے،گرفتار کر کے ساتھ لے گیا جب ایرانیوں نے سندھیوں سے صلح کر لی تو سب جاٹ انہوں نے فوج میں بھرتی کر لیے۔اور عہد صدیقی میں ایک جنگ ذیت السلاسل کے نام سے مشہور ہے جس میں سندھی پاؤں میں زنجیریں باندھ کر ایرانیوں کی فوج میں شریک ہوئے تھے۔ اس جنگ میں خالد بن ولید نے ہرمز کو قتل کر دیا اور ہزاروں جاٹ عربوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے۔اس کے بعد وہ برضا و رغبت مسلمان ہو کر عراق میں زندگی بسر کرنے لگے۔عرب ان کو زط کہتے تھے۔

جنگ ذات السلاسل کے دو سال بعد ۱۴ھ میں قادسیہ کی مشہور جنگ ہوئی۔یزدجر شاہ ایران نے اس موقع پر حلیف ملکوں سے امداد طلب کی۔سندھ میں بھی سفارت بھیجی۔سندھ کے راجا نے نہ صرف اپنی فوج بھیجی بلکہ سامان جنگ اور جنگی ہاتھی بھی بھیجے۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں مکران تک مسلمانوں کا علم لہرا چکا تھا۔فتح مکران کے موقع پر بھی سندھیوں نے عساکر اسلامی کا مقابلہ کیا تھا۔۱۵ ھجری میں عثمان بن ابو العاص ثقفی بحرین اور عمان کا حاکم مقرر ہوا تو اس نے اپنے بھائی حکم کو بحرین بھیجا اور خود عمان چلا گیا۔وہاں سے ایک فوج تھانہ (بمبئی) بھیجی۔ اور پھر اپنی اس مہم کی اطلاع حضرت عمرؓ کو دی۔آپ ناراض ہوئے اور لکھا:

يا أخا ثقيف حملت دودا انّي احلف بالله ان لّو أصيبوا لأخذت من قومک مثلم(۶)

اے ثقفی! تم نے میری اجازت کے بغیر سواحل ہند پر فوج بھیجی۔اگر ہمارے آدمی وہاں مارے جاتے تو واللہ میں تمھارے قبیلے کے اتنے ہی آدمی قتل کر ڈالتا۔

حکم نے ایک فوج براص (بھڑوچ) بھیجی اور اپنے بھائی مغیر کو خلیج دیبل میں دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا۔جو فتحیاب واپس آیا۔(۷)

حضرت عثمان غنی خلیفہ مقرر ہوئے تو انھوں نے عبداللہ بن عامر عراق کا والی مقرر کیا۔اور حکم بھیجا کہ کسی شخص کو ہندوستان بھیج کر وہاں کے حالات و کوائف کی معلامات بہم پہنچاؤ۔

انہوں نے ایک شخص حکیم بن جبلہ کرمان کو ھند کی سرحدوں کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا۔اس مہم کا مقصد یہ تھا کہ مکران کے ساحلی علاقے کے راستے سندھ اور ہند پر حملے کے امکان کا جائزہ لیا جا سکے۔جب

ابن جبلہ کرمان واپس آیا تو گورنر نے اسے مدینہ بھیجا تا کہ وہ خلیفہ کو براہ راست اطلاع دے اس نے حضرت عثمان کو بتایا:

"یا أمیر المؤمنین! ماؤھا وشل ، وتمرھا دقل و لصھا بطل . ان قل الجیش بھا ضاعوا وان کثروا جاعوا."(۸)

اے خلیف المؤمنین! وہاں پانی کمیاب ہے، ردی قسم کی کھجور ہوتی ہے اور ڈاکو بڑے دلیر ہیں۔ اس لیے اگر تھوڑی فوج بھیجی جائے تو وہ بھی ضائع ہو جائے گی اور اگر بڑی فوج روانہ کی گئی تو وہ بھوک سے تباہ ہوگی۔

چنانچہ حضرت عثمان کے زمانے میں سندھ پر لشکر کشی نہیں کی گئی۔

۳۱ ھجری میں حضرت علیؓ نے اپنے عہد خلافت میں حارث بن مرّہ العبدی کو سرحد کی ایک کش مکش مٹانے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے قیقان تک علاقہ فتح کر لیا۔ پھر مہلب بن ابی صفرہ اور اس کے بعد عبداللہ بن سوار العبدی نے امیر معاویہ کے عہد میں سندھ پر حملے کیے اور بنوں اور الاہور (لاہور) تک بڑھ گیا۔ یہ دونوں شہر ملتان اور کابل کے درمیان ہیں۔ اسی عہد میں سلمہ بن المحبق الھذلی نے مکران کو مکمل فتح کر لیا۔ راشد بن عمرو الجدیدی، منذر بن جارود العبدی اور ابن حری الفاہلی یکے بعد دیگرے سرحد ہند کے گورنر بنے۔(۹)

۹۳ھ، ۷۱۲ء حجاج نے دو فوجیں سندھ پر حملہ کرنے کے لیے ایک دوسرے کے بعد روانہ کیں، جس کے سپہ سالار بالترتیب عبیداللہ بن نبہان اور بریل ابن طہف البجلی تھے۔ یہ فوجیں دیبل تک بڑھتی چلی گئیں۔ لیکن ان دونوں فوجوں کو کامیابی نہ ہوسکی۔ اوران کے سپہ سالار مارے گئے۔ حجاج نے اس کے بعد تیسری فوج اچھی طرح کیل کانٹے اور سامان جنگ سے لیس کر کے محمد بن قاسم الثقفی کے زیر کمان سندھ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجی۔ محمد بن قاسم شیراز سے ایک خاصی بڑی فوج کے ساتھ چلا اور مکران کے مقام پر اسے تازہ دم فوج کی کمک ملی۔

منجنیقیں سمندر کے راستے روانہ کی گئیں۔ وہ بیرون سہوان، سدوسان اور رراور کو فتح کرتے ہوئے سندھ کے دارالحکومت الرور کی طرف روانہ ہوگئی۔ اس کے بعد ملتان فتح ہوا اور بڑا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

دوسری صدی ہجری یعنی آٹھویں صدی عیسوی کے وسط تک عربی میں باقاعدہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع نہ ہوا تھا۔ قرآن، آحادیث، آثار، اخبار اور شعر کا سرمایہ محض حفظ، نقل تک محدود تھا۔ حفاظ ومحدثین، بڑے اہتمام کے ساتھ فوجی قائدین اور عمال حکومت کے ساتھ مفتوح ممالک میں بھیجے جاتے تھے۔ بہتیرے، نشر دین کے جذبہ سے سرشار خود بھی چلے آتے تھے اور کبھی تو علم قرآن وسنت کے حامل علم و طبل لیے ہوئے نمازیوں کی صف میں شامل ہوتے تھے۔(۱۰)

برصغیر پاک وھند میں پچیس صحابہ کرامؓ تشریف لائے۔ ارسیل یا رمابیل (موجودہ لسبیلہ) اور سیستان (بلوچستان سے ملحق جنوب مشرقی ایران) میں بھی قیام فرمایا۔

پہلی صدی ہجری میں ۳۶ تابعین نے بھی یہاں قدم رنجہ فرمایا اوران کی برکت سے نہ صرف دین کی تبلیغ ہوئی بلکہ تہذیب وشرافت اور صنعت وتجارت کی بنیادیں استوار ہوئیں ۔ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں بھی بکثرت تابعین اور تبع تابعین کے ورود مسعود کا پتا چلتا ہے ۔(۱۱)

ابوالحسن مدائنی (المتوفی ۲۲۵ھ/۸۴۰ء) نے سندھ کی پہلی تاریخ لکھی جس کا فارسی ترجمہ چچ نامہ،علی بن حامد نے ۶۱۳ھ/ ۱۲۱۶ میں کیا۔ بلاذری (المتوفی ۲۷۹ھ) کی فتوح البلدان اور بزرگ بن شہریار) جو ۲۸۸ھ ۹۱ء میں منصورہ آیا) کی عجائب الھند یہاں کی قدیم تاریخ کے مآخذ ہیں ۔اصطخری جس نے ۳۴۰ھ/ ۵۹۱ء میں برصغیر کا سفر کیا تھا۔کتاب الاقالیم میں لکھتا ہے کہ منصورہ اور ملتان کے لوگ عربی اور سندھی زبانیں بولتے ہیں ۔علم ہیئت میں سنسکرت کی ایک کتاب سدھانت کا عربی ترجمہ السندھ ہند کے نام سے دوسری صدی ہجری میں ھوا۔علم طب میں سسٹرت اور چرک اور حکمت ودانش میں پنچ تنتر کے ترجمے بھی عربی میں ھوئے ۔اس طرح یہاں کے علوم کو اسلامی ممالک میں قبول عام حاصل ہوا۔

برصغیر میں رسول اللہ ﷺ کے جو پچیس صحابہ تشریف لائے ان میں بارہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں پانچ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں ، تین حضرت علیؓ کے دورامارت میں ، چار امیر معاویہ کے ایام حکومت میں اور ایک یزید بن معاویہ کے زمانے میں تعلق رکھتے تھے ۔

عہد فاروقی میں درج ذیل بارہ صحابی برصغیر میں آئے ۔

۱۔ حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی:

خیار صحابہ میں سے تھے ۔ بلاد ہند میں تین جنگیں لڑیں ۔ یہ قبیلہ بنو ثقیف سے تعلق رکھتے تھے ۔ طائف کے رھنے والے تھے ۔۱۴ھ میں حضرت عمرؓ نے طائف کی امارت سے بلا کر انہیں بصرے کا معلم مقرر کردیا۔۱۵ھ کو انہیں عمان اور بحرین کا گورنر بنا دیا گیا۔اسی سال عمان بن ابوالعاص نے عمان میں ایک بحری بیڑا تیار کیا اور اپنے چھوٹے بھائی حکم بن ابوالعاص ثقفی کی قیادت میں اسے ہندوستان کی طرف روانہ کیا آخری دور میں انہوں نے بصرے میں سکونت اختیار کرلی تھی ۔ایک روایت کی رو سے ۵۱ھ میں اور ایک روایت کے مطابق ۵۵ھ میں بصرہ میں وفات پائی ۔

۲۔ حضرت حکم بن ابوالعاص ثقفی:

یہ حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی کے چھوٹے بھائی تھے ۔اور رسول اکرم ﷺ کے صحابی تھے ۔ ۱۴ھ میں جب حضرت عمر فاروقؓ نے عثمان بن ابوالعاص کو بصرے کا معلم بنا کر بھیجا اور پھر عمان و بحرین کا والی بنایا تو انہوں نے اپنی جگہ اپنے بھائی حکم بن العاص کو طائف کا امیر مقرر کردیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد حکم اپنے بھائی عثمان کے پاس چلے گئے ۔ بلاد سندھ میں انہوں نے بندرگاہ تھانہ، بھڑوچ ، دیبل ،مکران اور اس کے نواحی علاقوں پر یلغار کی اور جہاں گئے کامیاب وکامران رہے ۔حکم بن ابوالعاص نہایت زیرک ، انتہائی

معاملہ فہم، حلیم الطبع، پیکر عفت اور جنگی معاملات سے خوب آ گاہ تھے۔

۳۔ مغیرۃ بن ابو العاص ثقفی:

یہ بھی عثمان بن ابو العاص کے بھائی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے۔ نہایت اور دور اندیش بزرگ تھے۔ جنگی اور انتظامی صلاحیتوں سے پوری طرح بہرہور تھے۔ انہوں نے اپنے بڑے بھائی عثمان کی ہدایات کے مطابق پہلے سندھ کے شہر دیبل کا رخ کیا اور اسے فتح کیا۔ اور پھر بعض دیگر علاقوں کی جنگوں میں حصہ لیا۔ مثلاً جنگ فارس میں انہوں نے نہایت بہادری کا ثبوت دیا۔ بصرہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

۴۔ حضرت ربیع بن زیاد حارثی مذجی:

عرب کے قبیلہ مذحج سے تعلق رکھتے تھے اور رسول اکرم ﷺ کے عالی مرتبت صحابی تھے۔ ۱۷ھ میں حضرت ابو موسی اشعری نے ان کو مختلف محاذوں پر عساکر اسلامی کا کمانڈر بنا بھیجا تو نہایت بہادری کا ثبوت پہنچایا۔ اس زمانے میں بجستان کا زیادہ علاقہ سندھ میں شامل تھا اور کچھ حدود ایران میں واقع تھیں۔ عہد فاروقی میں زرنج، زاق، کابل، سیوستان، کرمان اور مکران کی جنگوں میں شرکت کی۔ کرمان اور مکران اور سیوستان کے باقاعدہ گورنر رہے۔ ان میں سے بعض علاقوں کا کچھ حصہ اس عہد میں پاکستان کے موجودہ صوبہ بلوچستان میں اور کچھ سندھ میں شامل تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور حکومت میں انہوں نے ان علاقوں میں سلسلہ جہاد شروع کیا۔ جو حضرت امیر معاویہ کے زمانۂ حکومت میں بھی جاری رہا۔ آپ چوتھے صحابی رسول ہیں جو حضرت عمر فاروقؓ کے دور حکومت میں بسلسلۂ جہاد برصغیر میں وارد ہوتے، آپ نے ۵۲ھ میں عہد معاویہ میں وفات پائی۔

۴۔ حضرت حکم بن عمرو ثعلبی غفاری

آپ رسول اللہ ﷺ کے وہ جلیل القدر صحابی ہیں جو عہد فاروقی میں مکران موجودہ بلوچستان میں وارد ہوئے۔ ۲۳ھ میں انہوں نے اس پورے علاقے کو فتح کر لیا برصغیر کے متعدد علاقوں میں ان کی مجاہدانہ کاروائیاں کئی سال جاری رہیں۔ ۵۰ھ اور ایک روایت کے مطابق ۵۱ھ کو خراسان میں وفات پائی۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عبداللہ انصاری

آپ رسول اللہ ﷺ کے عالی قدر صحابہ اور معززین انصار میں سے تھے۔ نہایت بہادر، شجاع، جنگجو اور فن حرب سے آ گاہ تھے۔ فاروقی عہد خلافت میں ۲۳ھ میں آپ کو مکران) بلوچستان(بھیجا گیا، اس وقت مکران میں حکم بن عمرو غفاری مصروف جہاد تھے۔ عبداللہ بن عبداللہ انصاری نے جہاد مکران میں حکم بن عمرو غفاری کی بہت مدد کی۔ اور حضورؐ کے ان دونوں صحابہ نے علاقے میں کھل کر بہادری کے جوہر دکھائے۔

۷۔ حضرت سہل بن عدی خزرجی انصاری:

آپ قبیلہ بنو خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت عمر نے ابو موسی اشعری کو خط لکھا کہ سہل بن عدی

کو مکران کا ولی مقرر کر دیا جائے چنانچہ آپ مکران چلے گئے اور اس کی فتح میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اسی سال بلوچستان کے بعض علاقے فتح کیے گئے۔

۸- حضرت شہاب بن مخارق بن شہاب تمیمی:

رسول اللہ ﷺ مدرک صحابی تھے۔ اپنے زمانے کے مشہور شہسوار اور معروف شاعر تھے۔ حضرت حکم بن عمرو العاص جب مکران میں مصروف پیکار تھے تو یہ وہاں پہنچے اور شامل جنگ ہوئے۔ ارض برصغیر کو ان کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔

۹- حضرت صحار بن عباس عبدی:

نبی کریم ﷺ کے یہ صحابی مکران کی جنگ میں شامل تھے۔ فتح مکران کے بعد ان کو دربار خلافت عمر فاروقؓ کی خدمت میں فتح کی خوشخبری سنانے کے لیے بھیجا گیا۔

۱۰- حضرت عاصم بن عمرو تمیمی:

آپ نے نواح سندھ میں یلغار کی اور سجستان سے قرب وجوار کا وہ علاقہ جو سندھ سے ملحق ہے، ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا مرکز بنا۔

۱۱- حضرت عبداللہ بن عمیر اشجعی:

طبری کی روایت کی رو سے یہ آنحضرت کے وہ صحابی ہیں جو عہد فاروقی میں ۲۳ھ میں جنگ سجستان حضرت عاصم بن عمرو تمیمی سے ملے اور دونوں نے وہ علاقہ فتح کیا جو دریائے ہلمند سمیت سجستان سے لے کر اندرون سندھ تک پھیلا ہوا تھا۔ امام ابن کثیر نے البدای والنھای کی جلد ے میں ۲۳ھ کے واقعات میں اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۲- حضرت نسیر بن دیسم بن ثور عجلی:

امام ابن حزم نے انہیں عرب کے قبیلہ بنو عجل کا فرد قرار دیا ہے۔

ابن حجر نے الاصابہ کی جلد۲ میں انہیں مخضرم صحابہ میں شمار کیا ہے۔

۲۳ھ میں جب حضرت سہل بن عدی نے علاقہ قفص یعنی بلوچستان فتح کیا تو حضرت نسیر اس میں شامل تھے اور فوج کے ایک دستے کی کمان ان کے سپرد تھی۔

۱۳- حضرت حکیم بن جبلہ عبدی:

یہ پہلے مسلمان سیاح تھے جو سیاحت کی غرض سے برصغیر پاک وھند کے بعض علاقوں میں آئے اور اس نواح کے حالات سے واقفیت حاصل کی۔ حضرت عبداللہ بن عامر نے اسی صحابی کو حضرت عثمان کے عہد حکومت میں برصغیر سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ حضرت حکیم بن جبلہ ادب وشعر

سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔اور بڑے فصیح البیان صحابی تھے۔بصرہ میں اقامت پذیر ہو گئے اور وہاں کسی نے انہیں شہید کر دیا۔

۱۴۔ حضرت عبید اللہ بن معمر تیمی:

حضرت عثمان کے عہد حکومت میں ان کو فوج کا ایک دستہ دے کر مکران اور سندھ کی طرف بھیجا گیا۔فتوحات مکران میں انہوں نے بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔بعد ازاں ان مفتوح علاقوں کی امارت ان کے سپرد کر دی گئی۔آپ نظم ونسق میں مہارت رکھتے تھے اور انتظامی معاملات پر خاصی گرفت حاصل تھی۔ ایک روایت کے مطابق اصطخر میں جام شہادت نوش فرمایا۔

۱۵۔ حضرت عمیر بن عثمان بن سعد:

۲۹ھ کے لگ بھگ حضرت عثمان نے انہیں امارت مکران کے منصب پر فائز کیا خاصا عرصہ تک یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ایک روایت کے مطابق حضرت عمیر بن عثمان نے ملک شام میں داعیٔ اجل کو لبیک کیا۔

۱۶۔ حضرت مجاشع بن مسعود سلمی:

آپ نے موجودہ افغانستان کے دارالخلافہ کابل میں اسلامی فوج کے ایک دستے کی کمان کرتے ہوئے جہاد کیا۔مؤرخین کے نزدیک اس زمانے میں کابل کا شمار بلادھند میں ھوتا تھا۔حضرت مجاشع کابل کے بت کدہ میں داخل ہوئے تو ایک بڑے بت کو ھاتھ میں پکڑ لیا اور فرمایا میں نے اسے اس لیے پکڑا ھے کہ تمھیں معلوم ھو جائے کہ

انه لا يضرو لا ينفع (نہ یہ کسی کو تکلیف پہنچا سکتا ہے، نہ فائدہ)

حضرت مجاشع نے عہد عثمانی میں پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں مخالفین اسلام سے جنگ کی اور بجستان میں علم فتح لہرایا۔اس کے بعد مسلمانوں نے برصغیر کے ان علاقوں میں سکونت اختیار کی اور اسے اپنا وطن قرار دے دیا۔مختلف آبادیوں میں آمد و رفت کے لیے راستے بنائے، زمینیں آباد کیں، کنویں کھودے اور کھیتی باڑی کا سلسلہ شروع کیا، سرائیں تعمیر کیں اور مسافروں کے لیے سہولتیں بہم پہنچانے کا اھتمام کیا۔

۱۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمر قریشی:

۲۳ھ میں بجستین کا والی مقرر کیا گیا اور شہادت عثمان تک اس منصب پر فائز رہے۔کابل اور خراسان کی جنگوں میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ہندوستان کے سرحدی علاقوں پر حملے کیے اور رن آف کچھ کا علاقہ، جو ہندوستان میں واقع ہے اور گجرات کاٹھیاواڑ اور راجستھان کی سرحدوں کے درمیان پڑتا ہے، اس صحابیٔ رسول نے بزور شمشیر فتح کیا۔اس زمانے میں رن آف کچھ کے نواح میں ایک اور مقام تھا۔حضرت وبدالرحمٰن بن سمرہ نے اسے بھی فتح کر کے اسلامی مقبوضات میں شامل کیا۔

زندگی کے آخری دور میں انہوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کر لی وہیں ۵۰ھ یا ۵۱ھ کو فوت ہوئے۔

۱۸۔ حضرت خریت بن راشد ناجی سامی:

حضرت فاروق کے دور خلافت میں حضرت خریت کو کچھ عرصے کے لیے فارس کے ایک علاقے کی والی مقرر کیا گیا تھا اور انہوں نے یہ خدمت بخوبی انجام دی۔

۳۷ ھ میں جب کہ حضرت علی مسند خلافت پر متمکن تھے، حضرت خریت وارد مکران ہوئے۔ اس طرح انہیں برصغیر میں تشریف لانے کا موقع ملا۔

۱۹۔ حضرت عبداللہ بن سوید تمیمی:

یہ مخضرم صحابی تھے ان کا تعلق قبیلہ بنو تمیم سے تھا۔ اپنے عہد کے بہت بڑے شاعر تھے اور ادیب تھے۔ علاقہ سندھ کی ایک جنگ میں شامل ہوئے۔ حضرت علی کے زمانہ خلافت میں یہ دوسرے صحابی تھے جو سندھ میں آئے۔

۲۰۔ حضرت کلیب ابو وائل:

یہ برصغیر کے کسی علاقے میں آئے اور وہاں ایک درخت دیکھا، جس کے سرخ رنگ کے ایک پھول پر سفید حرف میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ مرقوم تھے

۲۱۔ حضرت مہلب بن ابوصفرہ ازدی عتکی:

یہ عہد معاویہ میں ۴۴ ھ کو فوجی کی حیثیت سے حدود ھند میں داخل ہوئے پھر برصغیر کے دور دراز علاقوں کو فتح کرتے چلے گئے۔ انہوں نے سندھ کے ایک شہر قندابیل میں دشمن کو شکست دی۔ پھر ملتان کا رخ کیا اور برابر آگے بڑھتے گئے۔ انہوں نے ایران کے شہر مرو میں ۸۳ ھ کو وفات پائی۔

۲۲۔ حضرت عبداللہ بن سوار عبدی:

ان کو حضرت معاوی نے ۴۳ ھ میں چار ہزار فوج کے ساتھ حدود ھند کی طرف بھیجا اور وہ اس علاقہ میں مصروف جہاد رہے۔ انہوں نے رن آف کچھ کے علاقے کو مرکز توجہ ٹھہرایا اور پھر مسلسل آگے بڑھتے چلے گئے۔ ان کا دائرہ جہاد قلات کے میدانوں اور وہاں کے پہاڑوں تک پھیلتا چلا گیا۔

حضرت عبداللہ نہایت ندبُر، فنان حرب کے ماہر، جرأت مند اور جنگ جو تھے۔ ۴۷ ھ کو قلات میں ترک باشندوں کے ہاتھوں جم شہادت نوش کیا۔

۲۳۔ حضرت یاسر بن سوار عبدی:

یہ اپنے بھائی سوار عبدی کے ساتھ عہد امیر معاویہ میں برصغیر آئے اور گرم جوشی سے تیغ وسنان کے جوھر دیکھائے۔ ایک دفعہ سرزمین ھند میں عرب کے قبیلہ عبدالقیس کے ایک کے ساتھ جارہے کہ دشمن نے انہیں للکارا۔ انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دشمن کو شکست ھوئی۔

۲۴۔ حضرت سنان بن سلمہ ہذلی:

۴۲ ھ میں مکران کے والی راشد بن عمرو الجدیدی کی وفات کے بعد حضرت معاویہ نے حضرت

سنان کو وہاں کا والی مقرر کر دیا۔انہوں نے اس علاقے میں فتوحات کا دائرہ خاصا وسیع کر دیا۔

۲۵۔ حضرت منذر بن الجارود عبدی:

یزید کے عہد میں ابن زیاد کے کہنے پر ۶۰ ھ میں انہیں ھند روانہ کیا گیا۔بوقان، قلات اور خضدار کی جنگوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔۶۲ ھ میں سندھ کے مفتوحہ علاقوں کی امارت بھی ان کے ھاتھ آ گئی۔ سندھ یا قلات میں وفات پائی۔اس وقت ان کی عمر ۶۰ سال تھی۔(۱۲)

المراجع

۱۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاک وھند ص: ۲، اسحاق، مطالعہ حدیث میں ھندوستان کا حصہ ص ۳۳

۲۔ القرآن: ۲۶/۱۹۵

۳۔ ص: ۷۶

۴۔ تمدن ھند پر اسلامی اثرات، ص: ۱۳۸

۵۔ ھندستان میں مسلم ثقافت، ص ۲۷۰، عجائب الھند، قاھرہ ۸/ ۱۱۸

۶۔ البلاذری، فتوح البلدان، ص ۴۳۸۔۴۳۲ لائڈن۔ چچ نامہ ص: ۸۳۔

۷۔ نفس المرجع ، وھندستان میں مسلم ثقافت ص :۷۷ ، وتمدن ھند پر اسلامی اثرات ص:۱۱۶۔

۸۔ چچ نامہ، ص:۷۵

۹۔ مسلم ثقافت ھندوستان، ص ۷۸، فتوح البلدان للبلاذری: ۱/۴۳۲

۱۰۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ھند، ص۲، اسحاق ، مطالعہ حدیث میں ھندستان کا حصہ، ص:۲۳

۱۱۔ فقہائے ھند ج۱، سبح المرجان، ص:۲۶، تاریخ ادبیات مسلمانان پاک وھند ۱/۱۲۹۔

۱۲۔ الاستیعاب فی معرف الاصحاب، ابن عبد البر، وفتوح البلدان لبلاذری، والبدای النھای لابن کثیر، و اسدالغاب فی معرف الصحاب، والعقد الثمین فی فتوح الھند ومن وردفیھا من الصحاب والتابعین لقاضی اطہر مبارک پوری، ورجال السندھ والھند، وسبح المرجان فی آثار ھندستان لغلام علی آزاد، والاصاب فی تمیز الصحاب، وعجائب الھند لبزتگ بن شھریار، وچچ نامہ لمحمد بن علی بن حامد۔